إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ
الفضل
قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

الفضل
قادیان

ہفتہ میں تین بار
ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۰۸	مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۸ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ	جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں:۔

۱۶ مارچ دمشق سے محمود خیر الدین آفندی مالک و ایڈیٹر اخبار "وفاء العرب" حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ ہندوستان کی سیاحت کے لئے آئے ہوئے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ مارچ کے مطابق (جو اسی اخبار میں درج ہے) نظارت دعوت و تبلیغ۔ نظارت تعلیم و تربیت اور نظارت امور عامہ قادیان کی لوکل مردم شماری میں مصروف ہیں۔ سکول کے اساتذہ اور اہالیان قادیان سرگرمی سے اس کام میں حصہ لے رہے ہیں:۔

"الفضل" کے خلافت نمبر اور صداقت نمبر

خلافت نمبر کی زائد کاپیاں جن دوستوں کو بھیجی گئی تھیں۔ وہ ایک آنہ فی پرچہ کے حساب سے فروخت کر کے اس کی قیمت بذریعہ ٹکٹ یا اپنے کسی چندے کے ساتھ معرفت دفتر محاسب جلد پہنچا دیں۔ تاکہ صداقت نمبر تیار ہو سکے:۔

اگر کسی جگہ خلافت نمبر کی مزید کاپیوں کی ضرورت ہو۔ تو دفتر الفضل سے منگوا لیں۔ ابھی موقعہ ہے:۔

صداقت نمبر بلا طلب نہیں بھیجا جائے گا۔ اس لئے جتنی جتنی کاپیوں کی ضرورت ہو۔ پہلے اطلاع دیں۔

اس نمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی تصدیق میں فضلاء سلسلہ کے جامع و مدلل مضامین ہونگے۔ یہ نمبر صرف اتنا ہی چھپے گا۔ جتنے پرچوں کی ضرورت پہلے بتا دی جائے گی۔ قیمت فی پرچہ ایک آنہ ہوگی۔ حجم ۲۰ صفحے سے کم نہ ہوگا:۔

مشتہرین صاحبان پہلے اپنی اپنی جگہ ریزرو کرا لیں۔ بلا درخواست کوئی اشتہار نہیں دیا جائے گا۔ (مینجر)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

گزشتہ تین ماہ کے عرصہ میں مولا کریم نے اعلائے کلمۃ اللہ کے عمدہ مواقع اور کامیابی عطا کی ہے۔ الحمد للہ حمداً کثیراً

امریکہ میں یوم النبیؐ

ماہ اکتوبر کا سب سے زیادہ مبارک کام یوم النبیؐ کی تقریب تھی امریکہ کی مختلف جماعتوں میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح پر ۹۔ لیکچرز ہوئے۔ شکاگو میں یوم النبیؐ نہایت شان وشوکت سے منایا گیا تھا۔ دو باثر روزانہ اخبارات "شکاگو ڈیلی نیوز" اور "شکاگو ڈیلی ٹربیون" میں لیکچر کے متعلق نوٹ شائع ہوئے۔ اور میری تصویر بھی دی گئی۔ ہال بالکل پر ہو گیا تھا۔ سامعین بہت اعلےٰ طبقہ کے لوگ تھے۔ عرب مسلمان بھی آئے تھے۔ اور بہت ہی عمدہ اثر لے کر گئے شکاگو کے بڑے بڑے لیکچراروں کو مختصر تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا تھا میں بھی مدعو تھا۔ میں نے اپنی مختصر تقریر میں اس بات کو واضح کیا کہ مسلمان بھی آزادی کے لئے ایسا ہی خواہاں ہے۔ جیسا کہ ہندو۔ ہندو مسلمان میں جو اختلاف ہے۔ وہ حقوق کے تصفیہ کے متعلق ہے۔ میرے لیکچر کا اللہ تعالیٰ نے بہت عمدہ اثر پیدا کیا۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں کے خلاف بہت پروپیگنڈا ہوتا رہتا ہے، لیکچروں کے علاوہ مختلف پارٹیوں کی طرف سے بھی کثرت سے دعوت آتی رہی۔ اور یہ اس ملک میں تبلیغ کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے۔

ایک مشہور لیکچرار

گزشتہ رپورٹ میں میں نے Mr. Man ly P. Hall نامی ایک مشہور لیکچرار کے متعلق ذکر کیا تھا کہ ان کو تبلیغ کی گئی تھی۔ اور کتب سلسلہ

> ## خدماتِ سلسلہ کیلئے ایک ایم اے کی ضرورت
>
> صدر انجمن احمدیہ کو ایک ایم اے کی خدمات کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ضرورت ہے۔ جسے تاریخ اور علم اقتصاد میں اچھی واقفیت اور وسیع مطالعہ ہو۔ اُردو۔ انگریزی میں تحریر۔ تقریر کا خاص ملکہ حاصل ہو۔ خدمت دین کے لئے غیرت وشوق رکھنے والے احمدی احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مجھ سے خط وکتابت کریں۔ تمام درخواستیں آٹھ اپریل تک میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

میرے علاوہ Martin Sprengling نے بھی تقریر کی تھی جو یونیورسٹی آف شکاگو میں علوم مشرقی اور تاریخ اسلام کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے اپنے عالمانہ لیکچر میں ایک باتعجب بیان کی۔ کہ "میں بانیٔ اسلام کو نبی ماننے کے لئے طیار ہوں" ایک نومسلم بھائی کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اپنی نظم پڑھ کر سنائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح سے اس موسم کا سلسلہ لیکچر شروع ہوا۔ جو میں نے گوروں کے طبقہ میں قائم کیا۔ اور یہاں کے اخبارات میں مسجد کے نام سے مشتہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نصف دسمبر تک تقریباً ہر اتوار کو لیکچر ہوتا رہا۔ تمام لیکچرز کامیاب ہوئے۔ بعض دفعہ میں نے دوسرے لیکچراروں سے بھی لیکچر دلوائے۔

بھی دیکھی ہیں۔ انہوں نے کتب کا مطالعہ کیا۔ ان کے دل میں اسلام کے متعلق بہت احترام ہے۔ ان کا ایک خط رسالہ مسلم سن رائز میں شائع کیا گیا ہے انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ آئندہ اشاعت کیلئے ایک لمبا مضمون لکھیں گے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے بعض حصے درج ہونگے۔ انہوں نے ہمارا لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا کرے۔

ایک نو مسلم

ہمارے ایک نومسلم بھائی نے جو کچھ عرصہ ہوا۔ داخل اسلام ہوئے اور جنکا اسلامی نام محمد احمد ہے۔ مجھے عرصہ زیر رپورٹ میں دفتری کام میں بہت مدد دی۔ دو تین ہفتہ تک صبح سے لے کر رات کے بارہ بارہ بجے تک اپنے بعض دوستوں کو لیکر آئے۔ اور دفتر کو سجایا۔ اور اپنے ہاتھ سے اتنا کام کر دیا۔ کہ میں اگر اجرت دیکر یہ کام کراتا۔ تو کم از کم ۵۰ ڈالر خرچ ہوتے۔ خط وکتابت اور Typing وغیرہ میں بھی انہوں نے بہت مدد دی۔ ان کو تبلیغ کا بہت شوق ہے اپنے گھر میں کئی دفعہ مدعو کیا۔ اور بہت سے لوگوں کو جمع کیا۔ تاکہ گفتگو کے ذریعہ میں ان لوگوں کو تبلیغ کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن جزا عطا کرے۔ اور مغربی ممالک میں اسلام کی خدمت کی توفیق عطا کرے۔ ہمارے اس نوجوان بھائی کو ایک سخت بیماری ہے۔ بیماری کا اچانک حملہ ہو جاتا ہے اور زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان کی کامل شفا کے لئے دردِ دل سے دعا کریں

عربوں میں لیکچر

اس عرصہ میں ایک لیکچر عربوں کے Restaurant میں بھی ہوا۔ بہت سے امریکن اور عرب شامل ہوئے اسلام پر لیکچر دینے سے عرب کے مسلمان قدرتی طور پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس دفعہ لیکچر ختم ہونے کے بعد عرب مسلمانوں نے مجھے چائے کی دعوت دی۔ اور میں نے انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے عربی زبان میں ایک مختصر تقریر کی۔ اور ان سے خدمتِ اسلام میں مدد کی تحریک کی۔ انہوں نے مدد کا وعدہ کیا۔ میرے پاس جتنے رسالہ مسلم سن رائز کے پرچے تھے۔ وہ سب انہوں نے خرید لئے۔

ہندوستانیوں کے جلسہ میں لیکچر

عرصہ زیر رپورٹ میں شکاگو میں ہندوؤں نے ایک بہت بڑا جلسہ کیا جس میں

احمدی جماعتوں کی تربیت

عرصہ زیر رپورٹ میں دو دفعہ انڈیانا پلیس گیا۔ اور ایک دفعہ ڈیٹرائٹ۔ جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں۔ ان کی تربیت کے لئے مجھے وقتاً فوقتاً جانا پڑتا ہے ڈیٹرائٹ جانے کی ایک خاص غرض یہ تھی۔ کہ وہاں ایک نومسلم بھائی ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ اور ان کو غریقِ رحمت کرے۔ یہ صاحب بہت ہی مخلص تھے۔ اور ڈیٹرائٹ میں پہلے شخص تھے جو میرے ہاتھ پر اسلام لائے وہ انگریزی میں تقریر کر لیتے تھے۔ اور انکے ذریعہ ڈیٹرائٹ کی جماعت کی تنظیم کی گئی تھی جب سے وہ بیمار رہے ہفتہ وار جلسہ قائم نہ رہ سکا۔ ان کی وفات سے یہاں کی جماعت کو بہت صدمہ پہنچا۔ احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم بھائی کے حق میں دعا کریں اور ان کی بیوی کے حق میں بھی دعا کیجائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل اور اجر عظیم عطا کرے۔ اور ڈیٹرائٹ میں اللہ تعالیٰ ہمیں نعم البدل عطا کرے۔

ڈیٹرائٹ میں اس دفعہ دو بنگالی مسلمان احمدیت میں داخل ہوئے۔ کثرت سے لوگوں کے گھروں میں تبلیغ کی گئی۔ ڈیٹرائٹ میں ایک معزز عرب خاندان میں بھی گیا۔ اور عربی میں دیر تک احمدیت کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ تمام اختلافی مسائل پر بحث ہوئی۔

کالوں کی تربیت

شکاگو میں کالوں کی جماعت قائم ہے۔ اب مجھے وقت نکال کر خود ہی ان کی تربیت کرنی پڑتی ہے چنانچہ گزشتہ ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں ہفتہ میں تین دفعہ ان کو جمع کر کے تعلیم دیتا رہا۔ کتاب اسلامی طریق عبادت مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سبقاً پڑھا دی ہے اکثروں نے نماز سیکھ لی ہے۔ اور جن کو زیادہ ذہین پایا۔ ان کو استاد مقرر کر دیا ہے۔ تاکہ دوسروں کو تعلیم دے سکیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے تمام انگریزی کتب خرید کی ہیں۔ اب اپنی نگرانی میں تمام کتب ان کو پڑھا رہا ہوں۔ تاکہ انہیں اسلام کے متعلق گہری واقفیت حاصل ہو جائے۔ خدا کے فضل سے یہ جماعت بھی بہت ترقی کر رہی ہے۔

سخت قحط

کچھ عرصہ سے اس ملک میں سخت قحط ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ اس ملک میں اتنی مالی تنگی کبھی نہیں ہوئی۔ نومسلمین کے لئے چندہ دینا بہت مشکل ہے۔ مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ چندہ ہمارے مخلصین نے ادا کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(خاکسار مطیع الرحمٰن بنگالی۔ ایم۔ اے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

آئندہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی

وائسرائے ہند اور گاندھی جی میں جو سمجھوتہ ہوا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ کانگریس اس گول میز کانفرنس میں شریک ہو۔ جس میں ہندوستان کی آئندہ آئینی حکومت کی سکیم پر مزید غور ہوگا۔ اس سکیم کے بڑے بڑے اجزاء جن کا حوالہ وائسرائے ہند نے گاندھی اِرون سمجھوتہ کے متعلق بیان شائع کرتے ہوئے دیا ہے۔ یہ ہیں۔ فیڈریشن۔ ہندوستان کو ذمہ داری عطا کرنا۔ اور اس کے مفاد کے لئے تحفظات جن میں غیر ملکی معاملات۔ اقلیتوں کی پوزیشن۔ اقتصادی اور سرکاری ذمہ واریاں بھی ہونگی۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ بہت اہم اُمور ہیں۔ اور چونکہ ان کے بہترین تصفیہ پر ہندوستان کی آئندہ ترقی اور ان کے خراب فیصلہ پر ہندوستان کی تباہی کا انحصار ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ کانگرس ان امور کے تصفیہ کے لئے جو قدم اُٹھائے نہایت سوچ سمجھ کر اٹھائے۔ اور جو کارروائی کرے۔ عقلمندی اور دُوراندیشی کے ساتھ کرے ؛

اس کے لئے سب سے پہلی چیز تو یہ ہے۔ کہ کانگریس تمام اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کو ان کے حقوق کے متعلق یقین دلائے کہ وُہ محفوظ ہونگے۔ اور اکثریت ان میں کسی قسم کی دست اندازی نہیں کرے گی۔ جیسا کہ ہم گزشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ گاندھی جی اقلیتوں کو مطمئن کرنے کے لئے اکثریت کو آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اکثریت کی ذہنیت سے واقف ہونے کی وجہ سے یہاں تک کہہ رہے ہیں۔ کہ اس بارے میں اگر ان کی بات نہ مانی گئی۔ یعنی اکثریت اقلیتوں کو ان کے حقوق کے متعلق مطمئن کرنے کے لئے تیار نہ ہُوئی۔ تو وُہ سیاسیات سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ خود گاندھی جی کو بھی اطمینان نہیں۔ کہ اقلیتوں کا معاملہ سہولت کے ساتھ سلجھ جائے گا۔ اور چونکہ انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ جب تک آپس میں کوئی تصفیہ نہ ہو جائے۔ اس وقت تک ہندوستان کی آئندہ آئینی حکومت کی سکیم پر غور کرنا مفید نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے اقلیتوں کے ساتھ تصفیہ ہو۔ اور اس کے بعد کوئی اور قدم اُٹھایا جائے لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے تعجب ہُوا۔ کہ گول میز کانفرنس میں شریک ہونے والے کانگرسی نمائندوں کے متعلق ایسے رنگ میں خیال آرائیاں کی جا رہی ہیں جس سے حالات کے بہتر صورت اختیار کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ گول میز کانفرنس کے کانگرسی نمائندوں کی جو فہرست اخبارات میں شائع ہُوئی ہے۔ اور جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کانگرس کی طرف سے تقریباً یہی لوگ کانفرنس میں شریک ہوں گے یا گاندھی جی انہی کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔ اس کے ۱۶ ممبروں میں سے صرف تین نام ڈاکٹر انصاری۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ اور ڈاکٹر سید محمود۔ یا مسٹر تصدق حسین شروانی مسلمانوں کے ہیں۔ یہ وُہ اصحاب ہیں جن پر کانگریس کو تو اعتماد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جمہور مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر اس وقت تک کانگرس کا ساتھ دیا۔ اور جو کچھ کانگرس نے ان سے کرانا چاہا۔ وُہی انہوں نے کیا۔ لیکن ان کی نمائندگی مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ مسلمان ان کی کسی رائے یا فیصلہ کو تسلیم کرنے کے پابند ہو سکتے ہیں۔ گاندھی جی اگر گول میز کانفرنس میں صرف کانگریس کا نقطۂ نگاہ پیش کرنا چاہتے ہوں۔ اور وُہ بھی اس صورت میں جبکہ کانگریس مسلمانوں کے حقوق کے متعلق کوئی تصفیہ نہ کرے۔ تو اس کے لئے انہیں ان لوگوں سے زیادہ موزوں اور مناسب ساتھی نہیں مل سکیں گے۔ جن کے نام شائع ہوئے ہیں۔ لیکن اگر گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ اور ان کے مطالبات کا پیش ہونا ضروری ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ حکومت کو ان مسلمانوں پر قطعاً اعتماد نہیں ہونا چاہیئے۔ جن کے نام گاندھی جی تجویز کریں۔ اور جو کانگریس کی رو میں بہتے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ وُہ چند ایک مسلمان لیڈر جو کانگرس کی سرگرمیوں میں شریک رہے ہیں۔ عام مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ انہوں نے کانگرس کا ساتھ دیا۔ گورنمنٹ تسلیم کر چکی ہے۔ کہ مسلمان بحیثیت قوم کانگرس سے علیحدہ رہے ہیں۔ اور انہوں نے کانگرس کی تحریک قانون شکنی میں حصہ لینے کی بجائے آئینی طور پر اپنے حقوق لینے کی کوشش کی ہے۔ پس کانگرس جب تک مسلمانوں کے ساتھ ان کے حقوق کا قابلِ اطمینان طریق سے تصفیہ نہ کر لے۔ اور جب تک گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کے ایسے نمائندے نہ شامل ہوں۔ جن پر انہیں اعتماد ہو۔ اس وقت تک نہ تو گاندھی جی کو حق حاصل ہے۔ کہ اپنے مطلب کے دو تین مسلمانوں کو پیش کر کے انہیں مسلمانوں کے نمائندے ظاہر کریں۔ اور نہ حکومت کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ گاندھی جی کے منتخب کردہ اشخاص مسلمانوں کے نمائندے ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں پر قطعاً اعتماد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وُہ ان کی آراء کو کچھ وقعت دینے کے لئے تیار ہیں ؛

پس جہاں گاندھی جی کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی میں دخل نہ دیں۔ وہاں حکومت کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کو نظر انداز کر کے کانگرس کا ساتھ دینے والے مسلمانوں کو عام مسلمانوں کے نمائندے نہ سمجھے۔ بلکہ اس کے لئے مسلمانوں کی نمائندگی کا علیحدہ انتظام کرے۔ اور ان مسلمان نمائندوں کو لازمی طور پر کانفرنس میں شریک کرے۔ جو لنڈن کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کر چکے ہیں ؛

علاوہ ازیں یہ بھی ضروری بات ہے۔ کہ جو فیصلے گول میز کانفرنس لنڈن میں ہو چکے ہیں۔ اور خاص کر وُہ فیصلے جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں ان میں کانگرس کے نمائندوں کی شرکت پر تغیر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ قطعاً نہیں ہونی چاہیئے۔ اور نہ کانگرسی نمائندوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ ان فیصلوں میں رد و بدل پیش کر سکیں۔ مثلاً یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ (۱) جداگانہ انتخاب قائم رہے۔ (۲) مرکزی حکومت میں مسلمانوں کو ⅓ حصہ نمائندگی حاصل ہو۔ (۳) صُوبہ سرحدی کو علیحدہ گورنری صوبہ بنا دیا جائیگا (۴) سندھ کو علیحدہ صُوبہ بنا دیا جائے گا۔ بشرطیکہ اسکی مالی حالت مستحکم ہوئی۔ (۵) اقلیت والے صوبوں میں مسلمانوں کے لئے زائد از تعداد استحقاق نیابت کا فیصلہ ہو چکا ہے ؛

یہ وُہ موٹے موٹے اُمور ہیں۔ جن کے متعلق مسلمانوں کے نمائندے گول میز کانفرنس میں اپنا زاویۂ نگاہ نہایت تفصیل اور قابلیت کے ساتھ پیش کر چکے ہیں۔ اور وزیر اعظم برطانیہ حکومت کی طرف سے نہ صرف ان کی اہمیت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ بلکہ انہیں تسلیم کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ کانگرس والوں کو ان میں دخل دے کر ہندو مسلم سمجھوتہ کو اور زیادہ خطرہ میں نہ ڈال دینا چاہیئے۔ بلکہ یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہ فیصلے عمدگی اور سہولت کے ساتھ نافذ ہو سکیں۔ کانگرس کے سامنے ہندوستان کی آئندہ سکیم کے متعلق اتنا اہم اور ایسا مشکل کام ہے۔ کہ اگر وُہ اُسے عمدگی کے ساتھ سرانجام دے سکے۔ تو باقی سب باتیں حل ہو سکتی ہیں۔ اور وُہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی نمائندگی کی نسبت اور فیڈریشن کی نوعیت و حیثیت اور مرکزی و صوبجاتی مضامین کی تقسیم ہے۔ لیکن ان کا بہترین تصفیہ کانفرنس کے اندر نہیں۔ بلکہ باہر ہی ہو سکتا ہے۔ اور وُہ اسی طرح کہ ہندو مسلمان آپس میں تصفیہ کر لیں۔ اگر آپس کا تصفیہ ہو جائے۔ تو پھر حکومت کے لئے اس تصفیہ کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ رہے گا۔ لیکن اگر ہندو مسلمان کوئی سمجھوتہ نہ کر سکیں۔ تو حکومت جو چاہیگی۔ کریگی۔ چنانچہ وزیر اعظم صاف الفاظ میں ہندو مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہہ چکے ہیں :-

"اگر آپ اپنے تحفظات کا خود بندوبست نہ کر سکیں گے۔ اور آپ میں مفاہمت نہ ہو سکے گی۔ تو حکومت کو اس سلسلہ میں ضروری امور کا انتظام کرنا پڑے گا۔ لیکن اس بات کو یاد رکھئے کہ بہترین مفاہمت وہی ہوگی جس کا آپ خود فیصلہ کریں گے"؛

پس بہترین مفاہمت۔ وہی ہو سکتی ہے۔ جو ہندو مسلمان خود کریں۔ اور انہیں ضرور کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہُوا۔ تو نہ صرف حکومت جو کچھ

فیصلہ کرے گی۔ وُہ ماننا پڑے گا۔ بلکہ مکمل آزادی حاصل کرنے کے دعاوی کی حقیقت بھی دُنیا پر کھل جائے گی۔ وُہ لوگ جو ملک کی نہایت اہم اقلیت کے ساتھ مفاہمت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ اور جو آپس کے موٹے موٹے مسائل سلجھانے کے ناقابل ہیں۔ ان کے متعلق کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کہ ایک بُہت بڑے ملک کو سنبھال سکیں گے ؛

"زمیندار" کی غلط بیانی

اخبار "زمیندار" اپنی سرشت سے مجبور ہو کر جماعت احمدیہ کے خلاف جو بدکلامی اور بے ہودہ گوئی کرتا رہتا ہے۔ اسے کوئی شریف انسان پسند نہیں کر سکتا۔ لیکن "زمیندار" کے نزدیک سب وشتم اور بدزبانی کے کیچڑ میں لتھڑا رہنا ہی کافی نہیں۔ وُہ آئے دن دروغگوئی اور افترا پردازی سے بھی کام لیتا رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۳ مارچ کے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایک خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے بطور اقتباس جو سطور شائع کی ہیں۔ اور جن کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حرفاً اور لفظاً خطبہ سے اخذ کی گئی ہیں۔ وُہ محض بناوٹی ہیں۔ اور سرتاپا افترا ؛

معلوم نہیں۔ اس قسم کے لوگ جو بغض اور کینہ میں اندھے ہو کر جھوٹ اور افترا سے کام لینے پر اتر آتے ہیں۔ وُہ کیوں اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ ان کا یہ طرزِ عمل انہیں کس طبقہ میں شامل کرتا ہے ؛

"رنگیلا رشی" نے آریوں کی آنکھیں کھولدیں

معلوم ہوتا ہے۔ "رنگیلا رشی" کے مصنف نے ان آریوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ جو ہادیان مذاہب کے خلاف بدزبانی اور بدگوئی کرنا اپنا سب سے بڑا کمال سمجھتے چلے آ رہے ہیں۔ جن میں لیکھرام - دھرم بھکشو۔ اور راجپال کے سے بدزبان پیدا ہوئے۔ اور جنہوں نے اپنے رشی سے یہ خصوصیت حاصل کی۔ وُہ آج "رنگیلا رشی" کے شائع ہونے پر لکھ رہے ہیں :-

"اگر گالیاں دینے اور مغلظ گالیاں دینے کا نام کھنڈن ہے۔ تو یہ کھنڈن جتنا جلدی دُنیا سے مٹ جائے۔ اتنا ہی اچھا ہے "۔
(آریہ گزٹ ۷۔ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء)

اور کہہ رہے ہیں :-

"اس قسم کی کتابیں ہندو لکھیں، یا مُسلمان آریہ سماجی لکھیں۔ یا سناتن دھرمی۔ ہر ایک شریف انسان اس پر لعنت بھیجے گا"۔

ہمیں اس وقت تک "رنگیلا رشی" دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ وُہ کس قسم کی کتاب ہے۔ لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ خواہ وُہ کیسی ہی کتاب ہو۔ رشی دیانند جی کی ستیارتھ پرکاش۔ یا پنڈت لیکھرام کی کلیات آریہ مسافر یا راجپال کے رنگیلا رسالہ سے بڑھ کر اس میں کیا ہوگا۔ لیکن کیا آریوں نے آج تک ان میں سے کسی کا نام لے کر اس پر لعنت بھیجی۔ یا اب بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں۔ اور پھر انہیں کیا حق ہے۔ کہ رنگیلا رشی پر لعنت بھیجیں ؛

در اصل بات یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کے دل انسانیت اور شرافت سے خالی ہو چکے ہوں۔ انہیں اس وقت تک کسی کی تکلیف کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ جب تک ویسا ہی زخم ان کے سینہ و جگر میں نہ لگے۔ آریوں نے دیانند جی کو رشی نہیں۔ بلکہ مہرشی بنایا۔ لیکھرام کو شہید دھرم قرار دیا۔ راجپال کو شہید قوم بتایا۔ اور ان کی دیگر مذاہب کے مقدس انسانوں کی شان میں بدزبانیوں کے خلاف کبھی ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ لیکن خدا بھلا کرے اس شخص کا جس نے رنگیلا رشی لکھ کر آریوں کو اس بات کا احساس کرایا۔ کہ دوسروں کے قابلِ تعظیم و تکریم بزرگوں کے خلاف بدزبانی کرنے والا ہر ایک اس بات کا مستحق ہے۔ کہ تمام شریف انسان اس پر لعنت بھیجیں۔ خواہ وُہ آریہ سماجی ہو۔ اگر آریہ صاحبان جرأت کر کے ایسے آریہ سماجیوں کے نام بھی لے دیں۔ تو بات بہت حد تک صاف ہو جاتی ہے ؛

محکمہ ریلوے میں تخفیف ملازمین

آمدنی میں کمی اور اخراجات میں زیادتی کے باعث ریلوے بورڈ نے ریلوے کے ملازمین میں تخفیف کرنے کے متعلق ایجنٹوں کے نام ہدایات جاری کر دی ہیں۔ اور اب ان ہدایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں کی فہرستیں مرتب ہو رہی ہیں۔ جنہیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا ؛

اگرچہ ہدایات فی نفسہٖ قابلِ اعتراض نہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ :-

"اس امر کے لئے ہر قسم کی عملی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ کہ اس تخفیف کا اثر ان اقوام پر نہ ہو۔ جنہیں پہلے ہی ریلوے ملازمت میں کافی نیابت حاصل نہیں"۔

لیکن ان ہدایات پر عمل کرنا یا کرانا چونکہ ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ جنہیں ریلوے ملازمت میں کافی نیابت حاصل ہے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ باوجود ریلوے بورڈ کی صریح ہدائت کے تخفیف کا زیادہ تر اثر انہی اقوام پر ہوگا۔ جنہیں پہلے ہی ریلوے ملازمت میں کافی نیابت حاصل نہیں ہے۔ مثلاً جن امور کی بنا پر تخفیف کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ وُہ یہ ہیں :- (۱) نالائق اور ناقابل ملازم۔ (۲) جو کم از کم ناقابل ہوں (۳) جن کی ملازمت قلیل ہو ؛

اب ظاہر ہے۔ کہ کسی ملازم کے لائق اور نالائق ہونے کا فیصلہ اس کے دفتر کا ہیڈ کلرک یا سپرنٹنڈنٹ ہی کرے گا۔ اور جب قریباً ہر دفتر میں اس قسم کے عہدے ہندوؤں کے ہاتھ میں ہوں۔ تو قابل سے قابل مسلمانوں کا ناقابل قرار پا جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قلیل ملازمت والے بھی زیادہ تر مُسلمان ہی ہونگے۔ کیونکہ تھوڑے ہی عرصہ سے حکومت کے بار بار زور دینے اور مسلمانوں کے چیخنے چلانے پر محکمہ ریلوے میں مسلمانوں کو کچھ نہ کچھ ملازمتیں دی گئی ہیں ؛

ان حالات میں ریلوے کے مسلمان ملازمین میں جو بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ وُہ بالکل حق بجانب ہے۔ اور ہم ریلوے کے اعلےٰ افسران کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلمان ملازمین کے متعلق پُوری احتیاط سے کام لیں۔ اور مُسلمان ہونا ان کے ناقابل ہونے کی وجہ نہ بننے دیں ؛

ہندو مُسلم سمجھوتہ اور ہندو لیڈر

ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق اس وقت تک جہاں گاندھی جی کئی بار اظہار خیالات کر چکے ہیں۔ وہاں باقی تمام ہندو لیڈر بالکل خاموش ہیں اور ان میں سے کسی ایک نے بھی ابھی تک اظہار رائے نہیں کیا۔ اب معلوم ہُوا ہے۔ کہ :-

"ہندو لیڈروں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ وُہ آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے پلیٹ فارم پر جلد اپنے آپ کو سنگھٹت کریں (ملاپ ۱۵ مارچ)

ہندو مہاسبھا کا رویہ مسلمانوں کے متعلق اس وقت تک جو کچھ رہا ہے۔ اس کی نسبت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور اب ہندو لیڈروں کا اسی پلیٹ فارم پر اپنے آپ کو سنگھٹت کرنا بتاتا ہے۔ کہ ان کا آئندہ رویہ کیا ہوگا۔ ہندو مسلم سمجھوتہ کے متعلق یہ آثار نہایت مایوس کن ہیں۔ اور کوئی عجب نہیں۔ کہ گاندھی جی اس وقت تک جو کچھ کہہ چکے ہیں۔ اسے بالائے طاق رکھ دیا جائے ؛

نباتات میں رُوح

وُہ قومیں جو گوشت نہیں کھاتیں۔ اور اسے نیکی اور پرہیزگاری سمجھتی ہیں۔ ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ حیوانات میں بھی چونکہ رُوح ہے۔ اور وُہ بھی رنج اور راحت۔ دکھ اور سکھ محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے انسان کو حق نہیں۔ کہ اپنے فائدہ کے لئے اُن کی زندگی کا خاتمہ کرے اور ان کے اجزاء اپنے جسم کے قیام اور ترقی کے لئے صرف کرے۔ اس دلیل پر اگرچہ اور بھی کئی پہلوؤں سے نہایت وزنی اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں قدرت کے اس راز نے نہایت وضاحت کے ساتھ منکشف ہو کر کہ نباتات میں بھی ویسی ہی رُوح ہے۔ جیسی انسانوں اور حیوانوں میں۔ اور وُہ بھی دکھ سکھ محسوس کرتی ہے۔ گوشت نہ کھانے والوں کو بُہت مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ اب یا تو انہیں نباتات استعمال کرنے سے بھی دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ یا پھر گوشت کھانے والوں پر کوئی اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ عجیب بات ہے۔ کہ بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند بھی نباتات میں رُوح کے قائل تھے۔ چنانچہ آریہ اخبار پرکاش (۱۵۔ مارچ) لکھتا ہے "مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کا ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۱ پر منوسمرتی کے شلوک کا ارتھ انکی اس رائے کو صاف ظاہر کر رہا ہے کہ وُہ برکھشوں (درختوں) میں جیو (روح) کو مانتے تھے"۔

... اب آریوں کو یا تو کھلم کھلا گوشت خوری شروع کر دینی چاہیئے۔ یا پھر نباتات کی قسم کی ہر ایک چیز کھانی بھی چھوڑ دینی چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

قومی اصلاح کیلئے عملی کوشش

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے بعد سے برابر مجھے

کھانسی کی تکلیف

رہی ہے۔ کچھ دنوں جو باہر جا کر رہا ہوں۔ اس سے بہت افاقہ ہوا ہے۔ مگر چونکہ کلی طور پر ابھی آرام نہیں ہوا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے لمبے خطبے یا لمبی تقریر کرنے سے روکا ہے۔ اس وقت تک کہ خدا تعالے کے فضل سے یہ شکایت جاتی رہے۔ اس وجہ سے آج میں کوئی لمبا خطبہ پڑھنے کے لئے تو کھڑا نہیں ہوا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنی

ہر رنگ میں تنظیم

کریں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ میں متواتر ایسے خطبات پڑھوں۔ جو جماعت کی تنظیم اور انتظام کے لئے مفید اور ضروری ہوں میں نے جب سے خطبات پڑھنے شروع کئے ہیں۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی سے ہی یہ سلسلہ شروع ہے۔ کیونکہ ۱۹۱۰ء میں جب آپ گھوڑے سے گرے۔ تو جمعہ پڑھانے کے لئے مجھے ہی مقرر فرمایا تھا۔ پس ان کی زندگی میں بھی قریباً تین سال تک میں ہی

خطبات

پڑھاتا رہا ہوں۔ سوائے ان چند ناغوں کے جو اس وجہ سے ہوئے۔ کہ کبھی آپ کی طبیعت اچھی ہوئی۔ تو آپ نے خود آکر پڑھا دیا۔ یا اگر میں یہاں نہ ہوا۔ تو کسی اور نے پڑھا دیا۔ اور اس طرح قریباً بیس سال ہو گئے ہیں۔ کہ میں جمعہ پڑھاتا ہوں۔ اس سارے عرصہ میں بالعموم میں نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے۔ کہ ایسا خطبہ پڑھوں۔ جس سے پیش آمدہ حالات میں راہ نمائی ہو۔ اور جو

جماعت کی تعلیم و تربیت

کے لئے مفید اور ضروری ہو۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ صرف خطبات جب تک اسباق کی صورت میں اس کے ساتھ تعلیم نہ ہو۔ زیادہ مؤثر نہیں ہو سکتے۔ بے شک خطبہ سے انسان کے اندر جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر وہ مدرسہ کی پڑھائی جیسا کام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ انسان اسے بھول جاتا ہے۔ اور ہر جمعہ کا خطبہ پچھلے جمعہ کے خطبہ کی پیدا کردہ رو کو بہا کر لے جاتا ہے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ خطبہ بے اثر چیز ہے یا غیر مفید ہے کیونکہ

روح پیدا کرنا

درس و تدریس سے بھی ایک لحاظ سے زیادہ اہم کام ہے۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دوسری قوموں کو ترقی کے بہت سے مواقع حاصل ہیں۔ مگر چونکہ ان کے اندر روح نہیں۔ اس واسطے وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔ پس جماعت کے اندر روح۔ جوش۔ ہمت اور تازگی پیدا کرنا بھی بہت اہم کام ہے۔ اور یہ سوائے خطبہ کے ہو نہیں سکتا۔ اس لئے میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ خطبہ غیر مفید ہے۔ بلکہ میرا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے یہ

مکمل ذریعہ

نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اور ذرائع بھی اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا اس سے پیدا شدہ جوش سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکے۔ خطبات بجلی پیدا کرتے ہیں۔ مگر جب تک بجلی سے لیمپ نہ روشن کئے جائیں پنکھے نہ چلائے جائیں مشینیں نہ چلائی جائیں۔ اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس سال سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ جماعت کو عملی حصہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ میں نے اپنے

زمانہ خلافت میں

نظارتیں قائم کی ہیں۔ اور چونکہ جماعت میں ناظروں کی طرف توجہ کرنے کا مادہ بہت کم تھا۔ اس لئے جب بھی کوئی معاملہ میرے پاس آتا۔ میں یہی جواب دیتا۔ کہ نظارت متعلقہ میں لے جاؤ۔ کیونکہ میں دیکھتا تھا۔ لوگ سارے کام خلیفہ سے ہی کرانا چاہتے ہیں۔ میں نے بعض دفعہ یہ جانتے ہوئے۔ کہ نقصان ہو رہا ہے۔ اس نقصان کو برداشت کر لیا۔ تا ایک نظام قائم ہو جائے۔ اور

جماعت میں تنظیم کی روح

پیدا ہو سکے۔ مگر اب چونکہ ایک حد تک تنظیم کا احساس جماعت میں پیدا ہو چکا ہے۔ نظارتوں کو کام کا موقعہ دینے میں جو مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک حد تک پورا ہو گیا ہے۔ اور اب خدا کے فضل سے اس روح کے تباہ ہونے کا خطرہ باقی نہیں رہا۔ اس لئے میں اب پہلے سے زیادہ براہ راست توجہ نظارتوں کے کام کی طرف دونگا اسی سلسلہ میں میرا منشاء ہے۔ کہ قادیان اور اس کے ارد گرد کے احمدیوں میں

عملی طور پر اصلاح کا قدم

اٹھایا جائے۔ یہ اصلاحی پروگرام تین طریق پر جاری کیا جا سکتا ہے ایک طریق تو تبلیغ کا ہے۔ یعنی جماعت کو مجبور کیا جائے۔ کہ تبلیغ کرے اور اپنے ارد گرد کے علاقہ یا حلقہ اثر میں کام کرنے کے لئے اپنے اوقات میں سے کچھ وقت تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ اب

صداقت احمدیت

اس قدر روشن ہو چکی ہے۔ کہ اگر اشد ترین دشمنوں کو بھی کریدا جائے تو معلوم ہوگا۔ وہ بھی دل میں قائل ہو چکے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنی مجالس میں جب سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی احمدی سننے والا نہیں۔ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ

اسلام کی نجات

احمدیت کی اشاعت سے ہی وابستہ ہے۔ سوائے ان چند ایک مولویوں کے جن کی روزی کا دار و مدار ہی ہماری مخالفت پر ہے۔ جن کے ایمان رزق سے باہر نہیں جاتے۔ جنہیں خدا اور رسول سے محبت نہیں۔ بلکہ اپنی تنخواہ اور روٹی سے محبت ہے۔ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر باقی جو عام لوگ یا ایسے علماء جو کسی کے محتاج نہیں۔ وہ باوجود مخالفت کے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی خدمت جو جماعت احمدیہ کر رہی ہے، وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اور یہ

قبول صداقت کے لئے پہلا قدم

ہوتا ہے۔ جب لوگوں کے دلوں پر صداقت کا رعب قائم ہو جائے اور وہ خوبی کو تسلیم کرنے لگ جائیں۔ تو پھر ان کے لئے اتنا آسان ہوتا ہے۔ اور آگے قدم اٹھانا دوبھر نہیں ہوتا۔ پس ہمیں پہلا قدم یہ اٹھانا چاہیئے۔ کہ تبلیغ کے لحاظ سے ایسی نظیر قائم کر دیں۔ کہ باہر

کے لوگ بھی اس طرف توجہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اس کے متعلق پہلے بھی مَیں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ اور پھر ایک لیکچر وچھی میں پڑھا۔ وہ بھی چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اور جو لوگ اخبار پڑھنے کے عادی ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ میرا منشاء ہے۔

ہر احمدی سے

سال میں کچھ عرصہ تبلیغ کا کام لیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو ابھی میں مستثنےٰ کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کے تبلیغ کرنے کے متعلق مَیں نے ابھی کوئی سکیم نہیں سوچی۔ ہاں مردوں کے متعلق میں سکیم تیار کر چکا ہوں۔ جس کے ماتحت کوئی احمدی خواہ پڑھا ہوا ہو یا اَن پڑھ ہو۔ کچھ وقت تبلیغ کے لئے دے۔ میں نے

عام اعلان

کیا ہے۔ کہ جماعت کے جو دوست خوشی سے تبلیغ کے لئے اپنا نام پیش کرنا چاہیں کریں۔ لیکن

قادیان کے لئے

یہ صورت نہیں۔ کہ جو اپنے نام لکھوائیں۔ ان کے نام لکھے جائیں۔ بلکہ یہاں کے تمام مردوں اور بالغ بچوں کے نام لکھ لئے جائیں اور نظارت دعوۃ و تبلیغ کا یہ فرض ہے۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ فہرست مکمل کرے۔ یہ نہیں۔ کہ تحریک کی جائے۔ کہ لوگ تبلیغ کے لئے اپنے نام لکھائیں۔ بلکہ سب کے نام لکھ کر پھر اعلان کیا جائے۔ کہ جو لوگ معذور ہوں۔ وہ اپنے عذرات پیش کر کے اپنے نام کٹوا سکتے ہیں۔ گویا یہ تبلیغ کے لئے

جبری بھرتی

ہے۔ مگر اس میں معقول معذوریوں اور مجبوریوں کا لحاظ رکھا جائیگا۔ مردم شماری سے پتہ لگا ہے۔ کہ یہاں

احمدیوں کی تعداد

گذشتہ مردم شماری سے دوگنی سے بھی زیادہ ہے۔ گذشتہ مردم شماری میں ہماری تعداد ۲۴۰۰ لکھی گئی تھی۔ اور اس سے دوگنی ۴۸۰۰ ہے۔ مگر اس مردم شماری میں

۵۵۰۰

معلوم ہوئی ہے۔ گویا سوا دوگنی۔ اور قادیان کے اردگرد بھی کثرت سے احمدی ہیں۔ اور اندازہ ہے۔ کہ ایک ایک میل کے حلقہ کے احمدیوں کو اگر شامل کر لیا جائے۔ تو آٹھ ہزار احمدی ہونگے۔ گذشتہ مردم شماری میں سارے پنجاب میں ہماری تعداد ۲۸۰۰۰ بتائی گئی تھی۔ بے شک یہ غلط ہے۔ مگر سرکاری رپورٹ کو چونکہ سند سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے بیرونی ممالک میں اگر کسی نے ہمارا ذکر کیا۔ تو اس رپورٹ کی بناء پر اتنی ہی تعداد بتائی۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اگر ٹھیک طرح سے مردم شماری کی جائے۔ تو

صرف ضلع گورداسپور میں

ہی ہماری تعداد ۲۸۰۰۰ ہوگی۔ مگر مردم شماری میں ہمیشہ غلطی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس سال ننگل میں بھی جو یہاں سے بہت قریب ہے۔ اور جہاں کثرت سے احمدی ہیں۔ کئی سو احمدی درج ہونے سے رہ گئے۔ اور اسی قسم کی غلطیاں ہر جگہ ہوئی ہونگی۔ اگر ان کا ازالہ کیا جا سکے۔ تو صرف اسی ضلع میں ۲۸۰۰۰ ہزار احمدی ہونگے۔ غرض اب لوگ اسے ایک

عظیم الشان تحریک

سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور سمجھتے جاتے ہیں۔ کہ اس سے پیچھے ہٹنا اسلام سے دشمنی ہے۔ اور جب یہ صورت پیدا ہو جائے۔ تو یہی وقت یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کا ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہوتا جا رہا ہے۔ کہ

اسلام کی زندگی اور موت کا سوال

احمدیت سے وابستہ ہے۔ تو نیک دل لوگ اس بزدلی کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کہ اس قربانی میں شریک نہ ہوں۔ جس کا اسلام اسوقت مطالبہ کر رہا ہے چنانچہ اردگرد کے حلقوں میں خدا کے فضل سے زبردست تحریک شروع ہو گئی ہے۔ اور ابھی مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ آج بہت سے لوگ بیعت کے لئے آئے ہیں۔ یہی وہ نظارہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یدخلون فی دین اللہ افواجا کے موقع پر دیکھا تھا۔

مَیں نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اس کے ماتحت جماعت کے ہر ایک فرد سے جو قادیان میں رہتا ہے۔ یا جو پاس کے کسی گاؤں سے اس کے لئے آمادگی ظاہر کرے۔

ایک یا دو ہفتے تبلیغ کا کام

لیا جائیگا۔ اس سکیم کے ماتحت ایک کمانڈر ہوگا۔ اور دو اسکے نائب ہونگے۔ ہر نائب کو پچاس مبلغ دیئے جائینگے۔ جو خواہ ہفتہ کے بعد بدلے جائیں۔ خواہ دو ہفتہ کے بعد۔ لیکن برابر ایک معیّن عرصہ تک علاقہ ملکانہ کی طرح ایک مبلغ ایک گاؤں میں موجود رہیگا۔ اور اس طرح سو گاؤں میں یکدم تبلیغ ہوتی رہیگی۔ ایسا کرنے سے وہ ڈر بھی نکل جائیگا۔ جو رشتہ داروں کی مخالفت کا لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے۔ جب چاروں طرف تبلیغ ہو رہی ہوگی۔ اور ہر طرف سے یہی آواز آئیگی۔ کہ بات تو سچی ہے۔ تو پھر رشتہ داروں کے ڈر کی وجہ سے لوگ نہیں رُکیں گے۔ اس سکیم کو تجربہ کے بعد اور بھی وسعت دی جائیگی۔ حتیٰ کہ گورداسپور کے ضلع میں کوئی ایسا گاؤں نہ ہوگا۔ جہاں کوئی احمدی مبلغ پندرہ روز نہ رہ آیا ہو۔

دوسری سکیم

تعلیم و تربیت کے متعلق

ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی ہم نے کوئی زیادہ کوشش نہیں کی۔ سرکاری رپورٹ یہ ہے۔ کہ پنجاب میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم سکھ ہے۔ یعنی گیارہ فیصدی۔ ہندو ۷ فیصدی اور مسلمان چار فیصدی ہیں۔ مگر ہمارے اپنے اندازہ کے لحاظ سے احمدی خدا کے فضل سے

۱۸-۱۹ فیصدی تعلیم یافتہ

ہیں۔ گویا سب قوموں سے زیادہ تعلیم یافتہ احمدی ہیں۔ حالانکہ ابھی اس کے متعلق ہم نے پورا زور نہیں لگایا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ قادیان اور اس کے اردگرد کا ہر احمدی خواہ وہ بوڑھا ہی ہو۔ اور اس کی عمر ستر سال ہی کیوں نہ ہو۔ مرنے سے پیشتر

لکھنا پڑھنا

ضرور سیکھے۔ اور یہ صورت بھی اسی قسم کی جبری بھرتی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یعنی ہر پڑھا لکھا احمدی وقت دے اور ہر گاؤں میں جا کر اَن پڑھوں کو تعلیم دے۔ ایسے قواعد ہیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے تھوڑے دنوں میں ہی دستخط کرنا اور معمولی کتاب وغیرہ پڑھنا سکھایا جا سکتا ہے۔ اور جب اس قدر لکھنا پڑھنا آ جائے۔ تو پھر آگے خود بخود ترقی کی جا سکتی ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ یہاں ایک

میاں شادی خان صاحب

سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ بعد میں سکرٹری کے دفتر میں کلرک ہو گئے تھے۔ اور حافظ روشن علی صاحب مرحوم کے خسر تھے۔ جب وہ یہاں آئے اور کوئی کام نہ ملا۔ تو انہوں نے کہا۔ چلو ثواب ہی حاصل کریں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر بیٹھ گئے۔ کوئی باہر سے رُقعہ وغیرہ لاتا۔ تو اندر پہنچا دیتے۔ یا اندر سے کوئی پیغام آتا۔ تو باہر پہنچا دیتے۔ ایک دن میں نے دیکھا۔ وہ انگریزی کی ابتدائی ریڈر رٹے پڑھ رہے ہیں۔ میں ان دنوں ابھی بچہ ہی تھا۔ مَیں نے پوچھا۔ آپ کیا پڑھتے ہیں کہنے لگے خالی بیٹھا رہتا ہوں۔ خیال آیا۔ کچھ پڑھ ہی لوں۔ جو کوئی انگریزی دان وہاں آتا۔ اس سے کچھ نہ کچھ پوچھ لیتے۔ اور اسی طرح تھوڑے ہی دنوں میں وہ آٹھویں نویں جماعت تک کی انگریزی پڑھ گئے۔ پس اگر کوشش کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ بڑی عمر کے آدمی بھی پڑھنا لکھنا نہ سیکھ سکیں۔ زمینداروں کو اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے ہی کئی لوگ دھوکہ دے جاتے ہیں۔ جو جی چاہے لکھ کر اس پر ان کا انگوٹھا لگوا لیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ کیا لکھا ہے۔ پس

ہر ایک احمدی زمیندار

کو اتنا ضرور سیکھ لینا چاہیئے۔ کہ کوئی جھوٹے دستخط اس سے نہ کرا سکے۔ اور میرا خیال ہے۔ قادیان کے رہنے والوں کے متعلق کوشش کی جائے۔ کہ یہاں کے رہنے والے

ہر ایک احمدی کو کچھ نہ کچھ عربی ضرور آ جائے

اس کے لئے خواہ ہفتہ میں ایک دن اسے پڑھایا جائے۔ مگر اتنا ضرور ہو۔ کہ جب کبھی وہ باہر تبلیغ کے لئے جائے۔ تو کوئی مُلّا اپنی عربی دانی سے اسے نہ ڈرا سکے۔ اور جب وہ اُسے ڈرانے کے لئے عربی الفاظ کی خنجر نکالے۔ تو یہ بھی اس کے مقابلہ میں اس سے زیادہ تیز تلوار استعمال کر سکے۔ اس کے لئے

نظارت تعلیم و تربیت

دعوۃ و تبلیغ کی مردم شماری سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ اور اسی کے اندر اخلاقی تعلیم اور درستی اخلاق بھی شامل ہیں۔ تیسرا قدم جو میں چاہتا ہوں۔ کہ اٹھایا جائے۔ یہ ہے کہ

جماعت میں کوئی نکمّا نہ رہے

اور کوئی آدمی ایسا نہ ہو۔ جو کمائی نہ کرتا ہو۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کچھ کماتا نہیں۔ وہ کھاتا کہاں سے ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو قطعاً کوئی کمائی نہیں کر رہے۔ اس لئے میں

امور عامہ کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایسی مردم شماری کرے۔ جس میں ہر آدمی کا نام ہو۔ اس کی قابلیت کہ وہ کیا کام جانتا ہے۔ اور کیا کام کرتا ہے۔ یا بیکار ہے۔ تمام تفصیلات درج ہوں۔ خواہ مرد ہو۔ یا بیوہ عورت۔ سب کے متعلق یہ معلومات بہم پہنچائی جائیں۔ خاوند والی عورت کے اخراجات کا کفیل تو اس کا خاوند ہوتا ہے۔ مگر بیوہ کے گذارہ کی صورت معلوم کرنی ضروری ہے۔ پس ہر بالغ مرد۔ بیوہ عورت۔ یا ان بیاہی جوان لڑکی کے متعلق یہ معلومات امور عامہ حاصل کرے۔ ناکارہ لوگ

قوم کی گردن میں پتھر

کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور قوم کی ترقی میں ایک روک ہوتے ہیں۔ اگر ان افراد کو تھوڑا بہت بھی کام کرے۔ تو وہ خود بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور قوم کی ترقی میں بھی کسی حد تک ممد ہو سکتا ہے۔ اس طرح کی مردم شماری سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہمارے ہاں کتنے پیشے جاننے والے لوگ ہیں۔ بعض موزون آدمیوں کو

تعاون سے مدد

دی جا سکتی ہے۔ اگر کسی تاجر کی تجارت کسی وجہ سے تباہ ہو گئی ہو۔ اور اس کے پاس سرمایہ نہ ہو۔ تو اسے نقد روپیہ دینے سے اس کی عادت کے خراب ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے اگر نقصان ہو گیا تو پھر بھی روپیہ مل سکتا ہے۔ لیکن اگر اسے تعاون کے ذریعہ مدد دی جائے۔ تو وہ سنبھل جاتا ہے۔

بمبئی کے بوہرے

اسی طرح کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی تجارت کو نقصان پہنچ جائے۔ تو سارے مل کر ایک چیز کی تجارت اس کے حوالے کر دیتے ہیں۔ مثلاً وہ فیصلہ کر دیں گے۔ کہ دیا سلائی کی ڈبیا سوائے فلاں کے کوئی نہ بیچے۔ اور جب کوئی گاہک ان کے پاس آئے۔ تو اس کی دوکان پر بھیج دیتے ہیں۔ اور اس طرح ایک مہینہ کے اندر اندر وہ کافی سرمایہ جمع کر کے پھر اپنی تجارت میں ترقی کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ہماری جماعت کے

کسی تاجر کا نقصان

ہو جائے۔ تو بجائے اس کے کہ سلسلہ کے روپیہ سے اسے مدد دی جائے۔ ایک انتظام کر دیا جائے۔ کہ وہ خود بخود اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اسے کہہ دیا جائے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اس سے فلاں چیز کا کاروبار شروع کر دو۔ یا اگر کچھ بھی نہیں۔ تو تمہیں ادھار سودا لے دیتے ہیں۔ اور تم مثلاً آٹا فروخت کیا کرو۔ ادھر سب سے کہہ دیا جائے۔ کہ پندرہ روز تک آٹا اسی سے خریدیں۔ اور کوئی دوکاندار آٹا فروخت نہ کرے۔ اس طرح دوسرے دوکانداروں کو اگرچہ گاہکوں سے چھٹی مل جائے گی۔ مگر ان کا آٹا پھر بھی فروخت ہوتا رہے گا۔ کیونکہ بیچنے والا انہیں سے لیکر بیچے گا۔ اور آٹا اگر ۱۹ سیر بکتا ہے۔ تو وہ پندرہ دن تک ساڑھے ۱۸ سیر بیچے۔ اور اس طرح ہر روپیہ پر آدھ سیر کی بچت سے پندرہ روز میں اسے کافی سرمایہ مل جائے گا۔ اور یہ عملی قدم اٹھا کر کمزوریوں کو بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اور پھر جو کام نہیں جانتے۔ انہیں

کوئی مفید پیشہ

سکھایا جا سکتا ہے۔ اور جن کے پاس کوئی کام نہیں۔ ان کے لئے کام کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ پس میں ان نظارتوں کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ

اگلے جمعہ تک

یہ مردم شماری مکمل کر دیں۔ مردم شماری کے دنوں میں گورنمنٹ بھی جبراً لوگوں کو اس کام پر لگا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے۔ تو سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ پس میں بھی ان ناظروں کو حق دیتا ہوں۔ کہ جسے چاہیں اپنی مدد کے لئے پکڑ لیں۔

کسی کو انکار کا حق نہ ہوگا

اور اگر کوئی انکار کرے۔ تو میرے پاس اس کی رپورٹ کریں۔ لیکن یہ ان کا ضروری فرض ہے۔ کہ

ایک ہفتہ کے اندر اندر

یہ مکمل کر دیں۔ اور اس کے لئے ہر آدمی سے سوائے اس کے کہ پہلے اسے دوسرا ناظر لے چکا ہو۔ کوئی خواہ کارکن ہو۔ یا خیر کارکن تاجر ہو۔ یا صنعت پیشہ امداد لیں۔ گورنمنٹ سارے ہندوستان میں ایک دن میں مردم شماری مکمل کر دیتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی گھروں پر نشان لگا کر چند گھنٹوں میں مردم شماری کر لی جائے۔ اور پھر اعلان کر دیا جائے۔ کہ جو شخص تبلیغ کے لئے وقت دینے میں کوئی عذر رکھتا ہو۔ وہ پیش کرے۔

میرا منشاء ہے۔ کہ اب جو صرف سلسلہ کی طرف سے

مالی امداد

دی جاتی ہے۔ آئندہ اس کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ اور یہ شرط کر دی جائے۔ کہ جو کوئی جتنی امداد طلب کرے۔ اتنا خود بھی کمائے مثلاً ایک مستحق شخص اگر پانچ روپے طلب کرتا ہے تو ہم اسے کہیں ہم پانچ روپے تو دیتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ اتنی ہی کمائی تم خود بھی کرو۔ اس طرح تمہارے پاس دس روپیہ ہو جائیں گے اور تم خود آرام پاؤ گے۔ غرض یہ کہ کوشش کی جائے۔

کوئی شخص نکمّا نہ ہو

اور اپنے لئے۔ اپنے خاندان کے لئے۔ بلکہ دنیا کے لئے مفید ثابت ہو۔ صحابہ کرام میں کام کرنا کوئی عیب نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی تھے۔ مکہ کے رؤسا میں سے تھے۔ اور معزز ترین خاندان کے فرد تھے۔ مگر باوجود اس کے جب آپ پہلے پہل مدینہ میں گئے۔ تو دیگر صحابہ کے ساتھ گھاس کاٹ کر بیچا کرتے تھے۔ مگر کیا آج کوئی معمولی زمیندار بھی ہے۔ جو ایسا کرنے کے لئے تیار ہو۔ وہ بھوکا مرنا پسند کرے گا۔ مگر اس کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ مگر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی

مکہ کے رئیس۔ اور اعلےٰ خاندان کے فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا۔ اور

اصل اسلامی روح

یہی ہے۔ کہ کوئی شخص نکما نہ ہو۔ چاہے علمی کام کرے جیسے مدرس مبلغ وغیرہ ہیں۔ اور چاہے ہاتھ سے کام کرے۔ جیسے لوہار۔ ترکھان۔ جولاہا وغیرہ پیشے ہیں۔ دراصل

کوئی پیشہ ذلیل نہیں

ہندوستانیوں نے اپنی بے وقوفی سے بعض پیشوں کو ذلیل قرار دے دیا۔ اور پھر خود ذلیل ہو گئے۔ انگریز آج کس وجہ سے ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ اگر غور کیا جائے۔ تو فن بافندگی ہی ان کی اس عظمت و شوکت کا موجب ہے۔ مگر ہم یہ کہہ کر کہ جولاہے کا کام ذلیل ہے۔ خود محکوم اور ذلیل ہو گئے۔ پس ہاتھ سے کام کرنا ذلیل فعل نہیں۔ ذلیل کام صرف وہ ہیں۔ جو کمینہ ہیں مثلاً کنچنی کا پیشہ۔ یا گانے والی رنڈیاں۔ ایکٹر۔ میراثی یا ڈوم وغیرہ باقی اگر ایک نائی ہے۔ اور محنت کرتا ہے۔ تو وہ ذلیل کیوں ہو گیا۔ وہ اس سے زیادہ شریف ہے۔ جو کسی اعلیٰ قوم سے تعلق رکھنے کے باوجود محنت نہیں کرتا۔ اور نکما ہے۔ اگر کوئی جولاہا ہے۔ تو وہ دوسروں کے ننگ ڈھانکتا ہے۔ وہ خود کس طرح ذلیل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لوہار۔ ترکھان کے پیشے بھی ذلیل نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اگر کوئی ہل کو پکڑ کر جانوروں کے پیچھے پیچھے ٹخ ٹخ کرتا پھرے۔ تو معزز ہو۔ لیکن اگر ہتھوڑا چلائے۔ تو ذلیل ہو جائے۔ یا اگر کوئی دفتر میں کام کرے تو معزز ہو۔ لیکن اگر کپڑا بُنے تو ذلیل ہو جائے۔ یہ

عجیب قسم کی ذلت اور عزت

ہے۔ جب وہی دماغ۔ وہی جسم ہے۔ تو پیشہ اختیار کر لینے سے ذلیل کیوں ہو گیا۔ ایک شخص اگر نکما بیٹھا رہے۔ لوگوں کا صدقہ کھائے

اور ما نگتا رہے۔ تو وہ معزز ہو۔ لیکن اگر کوئی کھڑی پر کپڑا بنے۔ تو وہ ذلیل ہو جائے۔ یہ عجیب قسم کی ذلت اور عزت ہے۔ جسے کوئی بے وقوف ہی سمجھیگا۔ ہماری عقل میں تو یہ آتی نہیں۔ پس

ہماری جماعت میں احساس

ہونا چاہیئے۔ کہ محنت کرنا برا نہیں۔ اپنے لئے۔ اپنے خاندان کے لئے۔ اپنی قوم کے لئے۔ دین کے لئے اور خدا کے لئے کوئی کام کرنا ذلت کا موجب نہیں۔ بلکہ اسی میں عزت ہے۔ اس لئے جو لوگ کوئی نہ کوئی کام کر سکتے ہیں۔ وہ ضرور کریں۔ اور ہر حالت میں مفید بننے کی کوشش کریں۔ میری غرض یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کے تمام افراد

دین و دنیا کے لئے مفید

بنیں۔ پس تینوں نظارتیں اگلے جمعہ تک تمام تفصیلات بہم پہنچائیں ناظر اعلیٰ بحیثیت افسران سب کام کے لئے جواب دہ ہوں گے۔ اور اسی طرح صدر انجمن ذمہ دار ہو گی۔ کہ یہ نظارتیں اگلے جمعہ تک یہ کام ختم کر دیں۔ اور میں تمام جماعت سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ تعاون کریگی۔ اور نظارتوں کا ہاتھ بٹائیگی۔

میں خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ وہ توفیق عطا فرمائے۔ کہ

ہمارا وجود

اس غرض کو پورا کرنے والا ہو جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں ہم دینی لحاظ سے بھی۔ اور دنیوی لحاظ سے بھی ترقی کرنے والے ہوں اور ہمارا ہر قدم ہمیں ترقی کی طرف لے جائے ۔۔

فضیلتِ اسلام

نماز کے پانچ اوقات کی حکمت

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے بہت بڑا رکن ہے۔ اور جیسا کہ شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ یہ اتنا اہم فریضہ ہے۔ کہ وہ شخص جو عمداً تارکِ نماز ہو۔ اس کا اسلام محض نام کا اسلام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا اسے قطعاً حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور کیونکر ایسا شخص خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے۔ جبکہ وہ اتنا متمردانہ شیوہ اختیار کرتا ہے کہ اپنا سر نیاز اپنے خالق اور مالک کے حضور نہیں جھکاتا۔ انسان بہرحال ایک ناتوان اور کمزور محض مخلوق ہے۔ ہر ہر سیکنڈ میں خدا کی نصرت اور تائید کا محتاج ہے۔ اگر لحہ بھر کے لئے خدا اپنے فیوض اس سے روک لے۔ تو اسے پتہ لگ جائے۔ کہ اس کی کیا ہستی ہے۔ باوجود اس حقیقت کے جب کوئی انسان خدا کے حضور اپنا سر نہیں جھکاتا۔ تو یقینی طور پر یہی سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس کے دل پر کامل سیاہی چھا چکی ہے۔ اور اب وہ ایسا ہے کہ انسانیت کی صفات بھی اس سے دور ہو رہی ہیں۔ اسی لئے ایسے شخص کو اسلام مومن قرار دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے بار بار قرآن مجید میں نہ صرف یہ تاکید کی ہے۔ کہ خدا اور رسول پر ایمان ہونا چاہیئے۔ بلکہ اعمالِ صالحہ کی بھی سخت تاکید ہے۔ ایمان ایک بیج ہے۔ جو انسان اپنے دل کی زمین میں بوتا ہے۔ اور اعمالِ صالحہ وہ پانی ہوتا ہے جس سے بیج کی پرورش کی جاتی ہے۔ اور وہ پھلتا پھولتا ہے۔ اب وہ شخص جو محض بیج بوکر خوش ہو جاتا ہے۔ اور پانی دینے کی فکر نہیں کرتا۔ کب اس کا پھل حاصل کر سکتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح وہ شخص جو خدا اور اس کے انبیاء پر ایمان ظاہر کرتا ہے۔ مگر اعمال میں سب سے اہم عمل نماز ادا نہیں کرتا۔ یا اگر ادا کرتا ہے۔ تو قاموکسانی کا مصداق بنکر نہایت بے دلی سے کرتا ہے۔ وہ بھی مقام عرفان کے حصول سے محروم رہ جاتا ہے۔

پس نماز کی ادائیگی اسلام کا رکن ہے۔ اور اسلام ہر ایک مومن سے یہ امید رکھتا ہے۔ کہ وہ دن رات میں کم از کم پانچ وقت آستانۂ وحدت پر اپنے آپ کو جھکائے۔ اور اس میں قطعاً ناغہ نہ کرے۔ خواہ وہ خوشی میں ہو۔ یا غم میں۔ رنج میں ہو یا راحت میں۔ آرام میں ہو یا تکلیف میں۔ یہ اسلام کی ایسی بے نظیر خصوصیت ہے، جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی۔ اسلام نے ہر ایک عاقل بالغ مسلمان کے لئے خواہ وہ عورت ہو۔ یا مرد ضروری قرار دیا ہے۔ کہ خواہ وہ خوشی اور مسرت کی حالت میں ہو خواہ رنج و تکلیف میں ہر روز مقررہ اوقات میں ساری دنیا اور اس کے تمام رنج و راحت کو چھوڑ کر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہو جائے۔ اور کوئی چیز اسے اس سے روکنے والی نہ ہو۔ دنیا میں انسان کی دو ہی حالتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو وہ خوشی و مسرت آرام و اطمینان میں ہو۔ یا دکھ اور تکالیف مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہو ان کے علاوہ تیسری حالت کوئی نہیں۔ لیکن یہ دونوں حالتیں ایسی ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں۔ کہ انسان خدا تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ جتنی جتنی ان حالتوں میں ترقی ہو۔ اتنا ہی زیادہ خدا تعالےٰ کے حضور اخلاص تبتل اور انکساری کا اظہار کرے۔ کیونکہ اگر خوشی و مسرت کی حالت ہے۔ تو انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ خدا جس نے محض اپنے فضل اور کرم سے اسے آرام و آسائش عطا کی۔ اس کا شکر ادا کرے اور نہ صرف اپنی زبان اور دل سے بلکہ اپنے جسم سے بھی عاجزی اور تذلل کی حرکات ظاہر کر کے دکھائے۔ کہ اس کے جسم کا ایک ایک ذرہ خدا تعالےٰ کی نعمتوں اور فضلوں کا شکر گزار ہو رہا ہے۔ اور اگر مشکلات اور مصائب کا سامنا ہو۔ تو بھی انسان کا اپنے خالق کے حضور اظہار عبودیت کرنا۔ اور اس کے آستانہ پر جھکنا ضروری ہے۔ کیونکہ وہی ذات پاک ہے۔ جو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب کو دور کر سکتی ہے۔ اور جب اس کا کوئی بندہ اپنے حال و قال سے اپنے آپ کو اس بات کا مستحق ثابت کر دیتا ہے۔ کہ اس پر رحم کیا جائے۔ تو خدا تعالےٰ ضرور اس پر رحم فرماتا۔ اور ایسے رنگ میں اسے مصائب و مشکلات سے رہائی بخشتا ہے۔ کہ جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا

پس اسلام یہ تسلیم دیتا ہے۔ کہ انسان کو کسی حالت میں بھی اپنے معبود کو بھولنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ ہر حالت میں خواہ رنج و مصیبت کی حالت میں ہو۔ یا خوشی و مسرت کی۔ اسے ضرور یاد رکھنا چاہیئے۔ جس کی سب سے بڑی علامت نماز رکھی گئی ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے پانچوں وقت میں پانچ نمازیں کیوں فرض کیں ۔۔۔ تین یا چار نمازیں ہوتیں تب بھی خدا کی یاد۔ اور اس کے حضور اظہار عبودیت ہو جاتا لیکن ان اوقات میں بھی بہت بڑی حکمتیں ہیں۔ جن میں پانچ نمازیں مقرر کی گئی ہیں۔

یہ پانچ نمازیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ پانچ تغیرات کی وجہ سے مقرر کی گئی ہیں اور وہ پانچ ایسے تغیرات ہیں۔ جو قریباً ہر انسان پر وارد ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی نماز ظہر کی ہے۔ جس کا وقت سورج کے زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ دراصل یہ پہلا تغیر ہوتا ہے۔ جو سورج کی چمک اور روشنی میں واقع ہوتا ہے۔ غور فرمائیں سورج

نومسلموں کی مدد کرنیوالے اصحاب

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے امداد نومسلمین کے لئے جو اعلان ہوا تھا۔ اس پر مندرجہ ذیل اصحاب نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ باقی اعلیٰ درجہ کے زمیندار احباب بھی توجہ فرمائیں

۱۔ جمعدار مظفر احمد احمدی سنٹرل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ایبٹ آباد ضلع ہزارہ کاشت دو مربعہ - - - - - - - - - - - - - - - - -

۲۔ عبدالقادر خانصاحب احمدی اسلام پورہ لائل پور مربعے بطور عارضی کاشت

۳۔ جمعدار ملک حیات محمد خان کیمل کور ۲۲ راولپنڈی برائے کاشت دو مربعے

۴۔ ڈاکٹر رحمت علی سب اسسٹنٹ سرجن کے ذیر ریاست کپورتھلہ کاشت میں ۶ ہو گھماؤں

۵۔ فتح محمد احمدی سیکرٹری حسن پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

۶۔ فضل الدین نمبردار چک ۱۲۶ نہر مراد بنگلہ ڈیریانوالہ

۷۔ سردار حق نواز خان صاحب مقام مالو ماہی گیراں ڈاک خانہ پھالیہ ضلع گجرات ناظر دعوت و تبلیغ قادیان ::

چمکتا ہے۔ دن اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ تو نماز ت آفتاب زور دوں پر ہو۔ کیا چانک اسے زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب اس کی پہلی سی حالت نہیں رہی۔ ایسے وقت میں جبکہ ایک آب و تاب سے چمکنے والے سورج پر زوال آ جاتا ہے۔ اسلام ایک مومن کو نماز کی تلقین کرتا ہے۔ اور خدا کے حضور کھڑا کر دیتا ہے۔ تا وہ دعا کرے۔ کہ اے خدا اس سورج پر تو زوال آ گیا۔ مگر ایسا نہ ہو کہ ہم ترقی کرتے کرتے پھر یکدم گریں اور ہمارا پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جائے۔ پس زوال شمس سے انسان کو ایک روحانی نکتہ سمجھایا گیا ہے۔ تا وہ بھی کر انسان دعا کرے اور خدا سے کہے۔ اے خدا جب تیرے فضل کا سورج ہم پر چمکے۔ تو پھر اس کی چمک بڑھتی ہی جائے۔ ایسا نہ ہو ہماری غلطیوں کی وجہ سے اس کی روشنی مدھم پڑ جائے۔ اور ہمارے گناہ کے تاریک بادل اسے ہماری نظروں سے اوجھل کر دیں۔ یہ ایک حکمت ہے ظہر کے وقت کی نماز میں۔ پھر جب دوسرا تغیر آتا ہے۔ جب اس کا نور پہلے سے بھی زیادہ کم ہو جاتا ہے۔ وہ زرد پڑ جاتا ہے۔ یہ وقت اس وقت سے مشابہ ہے۔ جبکہ انسان کوشش کرتا ہے۔ کہ فلاں مصیبت سے نکلوں۔ مگر وہ پھنستا ہی جاتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نفس مومن کو ایک سبق سکھاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ عصر کی نماز کے لئے کھڑا ہو۔ اور اپنے مولا کے حضور دعا کرے۔ کہ اے خدا جب میں کسی مشکل اور مصیبت میں پھنسوں تو اپنے فضل سے بچانا اور حفاظت فرمانا۔ کیونکہ تیرے فضل اور احسان کے بغیر میرا قدم استوار نہیں رہ سکتا۔

پھر وہ وقت آتا ہے۔ جب سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت سے مشابہ ہے۔ جبکہ انسان بالکل ناامید ہو جاتا اور یقینی طور پر سمجھ لیتا ہے۔ کہ اب میرا بچنا محال اور ناممکن ہے۔ اس کی امید کا سورج ڈوب جاتا اور اس کی آرزو کی روشنی گل ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت میں پھر اسلام انسان کو امید کا پیغام دیتا ہے۔ اور نصیحت کرتا ہے کہ جب ایسا موقع پیش آئے۔ تو مایوس مت ہو۔ بلکہ خدا کے حضور جھک جاؤ۔ وہ بڑے فضل اور رحم والا ہے۔ وہ ضرور مخلصی کی صورت پیدا کر دیگا۔ پس اس حکمت کے مطابق مغرب کی نماز رکھی گئی ہے۔

پھر چوتھا تغیر وہ ہوتا ہے۔ جب کامل تاریکی احاطہ کر لیتی اور ہر طرف ظلمت کا منظر دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ اس وقت کے مشابہ ہے جب انسان پیش آمدہ مصیبت کے نتائج میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں پھر اسلام مومن کو آستانہ احدیت پر جھکاتا اور کہتا ہے۔ اٹھو اور اپنے رب کو یاد کرو گویا اسلام سبق سکھاتا ہے کہ خوشی اور غمی میں۔ آرام اور آسائش میں کبھی بھی خدا کو مت بھولو۔ تم خواہ تاریکی کے کونوں میں چھپے ہو یا روشن مینار پر کھڑے ہو۔ خواہ زندان بلا میں گرفتار ہو یا سرسبز و شاداب باغ کی سیر کرتے ہو۔ ہر حال خدا تمہیں یاد رہے۔ اس سے دعا کرو۔ کہ وہ اپنی رحمت کی چادر دراز کرے اور تمہیں ہمیشہ رحمت کے سایہ تلے رکھے۔

پھر آخری تغیر اس وقت آتا ہے۔ جب انسان ایک لمبے عرصہ تک مصیبت میں مبتلا رہنے کے بعد رہائی حاصل کرتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے۔ جب صبح کے وقت ظلمت کا پردہ اٹھنے لگتا ہے۔ ایسے وقت میں ایک اور نماز رکھی

شذرات

ایڈیٹر صاحب پیغام نے کئی مرتبہ "ہمیں" بینی مرغ "کہہ کر اپنے جذبۂ شرافت کے لئے سامان تسکین بہم پہنچایا تھا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے ناگفتہ بہ القاب سے یاد کیا کرتے ہیں۔ ہمیں اس کا شکوہ نہیں۔ اور انہیں یقین ہونا چاہیئے۔ ہم اس کے بالمقابل ان کو مرغیوں یا دیگر حیوانات کی اقسام میں نہیں بلکہ ہمیشہ انسان سمجھ کر خطاب کرتے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے۔ کیونکہ اس "تلقیب بالالقاب" میں ہم ان سے برابری نہیں کر سکتے۔ ہاں ہمارے مطالبات کا پیغام جو جواب دیتا ہے۔ یاد رہ سکتا ہے۔ اس کا ایک نمونہ یہ ہے کہ میں نے ایک مناظرہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ ذیل پیش کئے تھے۔ "جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے" (دافع البلاء صفحہ ۱۰)

برادرم مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل نے بالواسطہ یہ الفاظ مدیر پیغام کو پہنچا کر تکلیف دی۔ ایڈیٹر صاحب نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے "اس کو کیا کیا جائے کہ مدعی نبوت بھی قادیان کے تخت پر رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی بٹھاتا ہے" (پیغام ۳ نومبر ۱۹۳۰ء)

ناظرین! اس جواب سے اہل پیغام کی بے بضاعتی عریاں ہے صداقت کا اقرار بھی موت سمجھتے ہیں۔ ورنہ حق کو چھپانا بھی ممکن نہیں۔ اس جواب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ بھی پڑھ لیں۔ کہ "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

ہاں اس ضمن میں قابل مدیر نے حضرت اقدس کے کلمات "میرے نشانات اس کثرت سے ہیں۔ کہ جس سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے" نقل کر کے فرمایا ہے "اگر حضرت صاحب یوں فرماتے کہ میرے نشانات نبوت اس کثرت سے ہیں جس سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ تو البتہ یہ حوالہ کسی قدر توجہ کے قابل ہو سکتا تھا" ناظرین! جلالیہ نکتے اور رکیک استدلالات کسی قوم کی عمارت کو بچا سکتے ہیں۔ نشانات کی جگہ نشانات نبوت ہوتا تو پھر بھی کسی قدر قابل توجہ ہوتا۔ مگر فرمائیے یہ نشانات کیسے تھے۔ جس سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے؟ کیا یہ نشانات ولایت تھے۔ اور کیا نشانات ولایت سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہوا کرتی ہے؟ ذرا غور کرو۔ کیا وہ مقدس انسان جس کے نشانات ہزاروں نبیوں کی نبوت کو ثابت کر سکتے ہیں۔ وہ خود اس کی نبوت کو ثابت نہ کر سکے؟ کیا بینائی اسی کا نام ہے کہ آفتاب بھی نظر نہ آ سکے۔

ایڈیٹر صاحب پیغام کے خصائص خصوصی میں سے غلط بیانی

بھی ایک ہے۔ اس کا ایک ثبوت درج ذیل ہے۔ آپ نے ایک جگہ لکھا ہے۔

"یہ ظاہر امر ہے۔ کہ حضرت صاحب کے دعویٰ کی بنیاد حدیث صحیح پر ہے" (پیغام ۳ نومبر ۱۹۳۰ء)

میں کہتا ہوں۔ یہ ظاہر امر نہیں بلکہ صریح افتراء اور جھوٹ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا۔ آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا۔ پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں۔ یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں۔ اور یا محض حماقت سے۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰)

معلوم ہوا۔ حضرت اقدس کے دعویٰ کی بنیاد حدیث پر نہیں بلکہ قرآن مجید اور وحی پر ہے۔ ہاں قرآن مجید اور وحی سے مطابق احادیث بطور تائید پیش ہو سکتی ہیں۔ مگر بنیاد نہیں ہیں۔ کیا اب بھی کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب پیغام کو غلط بیانی کی عادت ہے۔ نہ صرف ہمارے متعلق بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی۔

ایک اور غلط بیانی ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

"یہ بھی گپ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ میری مجددیت اور مہدویت انعام ظلی ہے" (پیغام ۳ نومبر ۱۹۳۰ء)

اس کے جواب میں متعدد حوالجات پیش ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس جگہ ایک ہی حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے۔ ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے" (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۳۸)

اب اگر مجددیت۔ مہدویت بھی حضرت کو ملی ہے۔ تو یقیناً ظلی طور پر ملی ہے۔ بلکہ الہام بھی ظلی طور پر ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت نے لکھا ہے۔

"سچے پیرو اس (یعنی قرآن مجید) کے ظلی طور پر الہام پاتے ہیں" (تبلیغ رسالت جلد ا صفحہ ۹۶) کیا اہل پیغام سوچیں گے کہ جب ہر انعام ہی ظلی ہے۔ اور پھر آپ سچے مسیح مہدی اور مجدد ہیں۔ تو نبوت کے ساتھ ظلی لگنے سے نبوت کی نفی کیونکر ہو گئی؟ اس کے ساتھ ہی آپ ایڈیٹر پیغام صلح کی غلط بیانی کا بھی اندازہ کریں گے؟

خاکسار ابوالعطاء جالندھری قادیان

گئی ہے۔ تا انسان اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ اور اس کی حمد و ثنا کرے۔ اس نماز سے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا جب بھی کوئی خاص فضل نازل ہو۔ انسان کو چاہیئے۔ اس کا شکر بجا لائے۔ کیونکہ شکر خدا کے فضل کے زیادہ نازل ہونے کا محرک ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ بجا لاؤ گے۔ تو خدا تعالیٰ تم پر اپنے فضل بھی زیادہ کرے گا۔ یہ حکمتیں ہیں۔ جو ان پنجوقتہ نمازوں میں مخفی ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے۔ گاندھی جی گول میز کانفرنس کا انعقاد لنڈن میں پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہندوستان میں فرقہ وار تنازعات پیدا ہونیکا امکان ہے۔ وزیر ہند کے اعلان کے مطابق کانفرنس آئندہ موسم خزاں میں ہوگی۔ اور گاندھی جی بھی اس کے مؤید ہیں۔ مگر فرقہ دار جذبات کے انسداد کا طریق تو یہ ہے۔ کہ اقلیتوں کو مطمئن کر دیا جائے۔ صرف مقام انعقاد میں تبدیلی کسی خاص فائدہ کا موجب نظر نہیں آتی۔

—— وائسرائے ہند نے مہاراجہ جے پور کو اختیارات دینے کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مسٹر گاندھی کے ساتھ گفت وشنید کے سلسلہ میں جو سپرٹ کام کرتی رہی ہے۔ اگر مستقبل میں اسے برقرار رکھا جائے۔ تو ہندوستان اور برطانیہ میں پائدار سمجھوتہ ناممکن نہیں۔

—— ۱۵ مارچ کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس سر محمد شفیع کی صدارت میں منعقد ہوا۔ بیگم شاہ نواز کونسل کی ممبر مقرر ہوئیں۔ گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین کی خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

—— بمبئی کارپوریشن کے ایک کانگریسی ممبر نے گاندھی جی سے لارڈ ارون کو ایڈریس دینے کی تجویز کے متعلق مشورہ طلب کیا تھا۔ آپ نے اسے لکھا ہے۔ کسی قوم پرست ممبر کو اس ایڈریس کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔

—— علاقہ بمبئی میں دورہ کرتے ہوئے ایک جگہ غیر ملکی تاجروں نے گاندھی جی کو تھیلی اور ایڈریس پیش کرنا چاہا۔ مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

—— ایک ممبر نے پنجاب یونیورسٹی کی کونسل کے آئندہ اجلاس میں اس مطلب کی قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں روز افزوں بیکاری اور غیر تعلیم یافتہ مستریوں کی ناقابلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انٹرمیڈیٹ کلاس میں موٹر انجنیرنگ۔ بجلی کا کام۔ کاروباری تعلیم۔ دواسازی اور پھلوں و سبزیوں کے ذخیرے محفوظ رکھنے کی تعلیم کے اختیاری مضامین داخل نصاب کئے جائیں۔ تجویز قابل قدر ہے۔

—— ۱۴ مارچ کو مدراس ہائی کورٹ کے نو وکلاء نے غیر ملکی کپڑے کی دو دکانوں پر پکٹنگ کیا۔

—— سکرٹری مسلم کانفرنس مظفر نگر نے مسٹر جناح کو تار دیا ہے۔ کہ ہندوستان واپس آکر مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کام کریں۔

—— مسٹر ایچ۔ ایل۔ ڈارلنگ آئی۔ سی۔ ایس کو ۱۷ مارچ ۱۹۳۱ء سے پنجاب یونیورسٹی کا وائس چانسلر بنایا گیا ہے۔

—— دہلی میں ۱۲ مارچ کو مہا سبھائی ہندوؤں نے بھائی پرمانند کی صدارت میں ایک جلسہ کیا جس میں بھائی جی نے کہا۔ گاندھی جی کو مہا سبھا سے بالا بالا مسلمانوں سے کسی قسم کے وعدے اور صلح کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ہمیں پہلے ہی خطرہ ہے۔ کہ وقت آنے پر گاندھی جی کے مواعید پر یہی کہ کر پانی پھیر دیا جائیگا مسلم مدبرین کو اس صورت پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

—— پنجاب ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ بابت سال گزشتہ شائع ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال زیر رپورٹ میں ۸۷۲ فسادات ہوئے۔

—— ۱۲ مارچ کو مسٹر براکوے ممبر پارلیمنٹ لیبر پارٹی کے بعض ممبروں کا ایک وفد وزیر ہند کے پاس لے گئے اور درخواست کی۔ کہ بھگت سنگھ وغیرہ کی سزائے موت منسوخ کر دی جائے۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ میں نے آپ کا مطالبہ وائسرائے کے پاس بھیجدیا ہے۔ اور انہیں پورا پورا اختیار دیدیا ہے۔ کہ اس معاملہ میں جو چاہیں کریں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے اسلامیات کی ریسرچ کے لئے لاہور میں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی تھی۔ حضور نظام نے اس کے لئے دو ہزار روپیہ سالانہ کی امداد منظور کی ہے۔

—— گاندھی جی علاقہ بمبئی کے دورہ میں زمینداروں کو ادائے مالیہ کی ترغیب اور اپنے مکانوں میں آنے کی تلقین کر رہے ہیں۔

—— ۱۴ مارچ کو پشاور میں قصہ خوانی کے تھانہ پر ایک دیسی ساخت کا بم پھینکا گیا۔ مگر وہ پھٹا نہیں۔ اس لئے کسی کو چوٹ نہ آئی۔

—— ملک معظم نے ۱۳ مارچ سے مسٹر ہنری اسنیل کو ارل رسل کی جگہ نائب وزیر ہند مقرر کیا ہے۔ اور بیرن بنا دیا ہے۔

—— سائمن کمیشن کے ایک رکن مسٹر ہارٹ شارن کا ۱۳ مارچ کو لنڈن میں انتقال ہو گیا۔

—— نئی دہلی۔ ۱۶ مارچ۔ اسمبلی کے لابی حلقوں میں یہ افواہ گشت لگا رہی ہے۔ کہ گورنمنٹ کی طرف سے عنقریب اس مطلب کی ایک تجویز پیش کی جائے گی۔ کہ ہندوستان میں گندم کی درآمد پر محصول لگایا جائے۔

—— نیویارک سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں ہندوستانیوں نے گاندھی ارون مفاہمت کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ اس مفاہمت کو اصول آزادی کے سراسر خلاف قرار دیا گیا۔ اور کراچی کانگرس سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ اسے مسترد کر دے۔

—— لاہور۔ ۱۷ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بازار جوڑہ موری میں ایک ہندو عورت کھانا پکا رہی تھی۔ کہ اس کے کپڑے میں آگ لگ گئی۔ اور چند گھنٹوں کے بعد مر گئی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جس شخص کی یہ بیوی تھی۔ اس کی پہلی بیوی بھی گزشتہ سال اسی طرح آگ لگ جانے سے اسی دن مری تھی۔

—— نئی دہلی۔ ۱۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر ٹلے راج غزنوی اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں۔ جس کا مقصد ساردا ایکٹ کو منسوخ کرانا ہے۔

—— بمبئی۔ ۱۷ مارچ۔ ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار ناسک سے رقمطراز ہے۔ کہ کالی کے مندر میں داخل ہونے کے سوال پر ہندوؤں اور اچھوتوں میں دوبارہ کشمکش اور خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے۔ جلوس گاندھی جی اور امبیدکار کی جے کے نعرے لگاتا ہوا مندر کو روانہ ہوا۔ آخر پولیس نے اچھوتوں کے گرد اگرد حلقہ باندھ لیا۔ اور انہیں اس علاقہ سے باہر لے گئی۔ لیکن دونوں قوموں کے تصادم میں فریقین کے متعدد آدمی سنگباری سے زخمی ہوئے۔ مندر کے دروازے پر مسلح سپاہیوں کا پہرہ لگا دیا گیا۔

—— لاہور۔ ۱۵ مارچ۔ ہائیکورٹ کے ڈویژنل بنچ کے روبرو سجن سنگھ کی اپیل پیش ہوئی۔ جس نے ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء کو لاہور چھاؤنی میں مسٹر کرٹس کو تلوار سے قتل کیا۔ اور اس کے دو بچوں کو زخمی کیا تھا۔ ملزم کی طرف سے سرکاری خرچ پر وکیل مہیا کیا گیا۔ فاضل ججان نے اپیل نامنظور کر دی۔ اور سزائے موت بحال رکھی۔

—— لاہور۔ ۱۶ مارچ۔ خواجہ محمد یوسف ممبر کونسل نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ یہ کونسل گورنر باجلاس سے سفارش کرتی ہے۔ کہ پنجاب میں شراب کی مکمل بندش کی پالیسی اختیار کی جائے۔ اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی فوری کارروائی کی جائے۔

—— لنڈن۔ ۱۴ مارچ۔ نارتھمپٹن میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ جب تک آپ لوگ ہندوستان کو اس بات پر تیار نہ کریں۔ کہ وہ برطانیہ کے دل کو سمجھ سکے۔ نئی کانسٹی ٹیوشن کے متعلق کوئی بات کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

—— کپورتھلہ ۱۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ کپورتھلہ معہ اپنے سٹاف کے ۱۴ اپریل کو پھر ولایت جا رہے ہیں۔

—— امرتسر ۱۶ مارچ کانگرس کمیٹی امرتسر کی ایگزیکٹو کونسل کا اجلاس کل شام کو جلیانوالہ باغ میں ہوا۔ ایک سب کمیٹی پکٹنگ کرانے کیلئے بنائی گئی ہے۔ یہ پکٹنگ فی الحال بدیشی کپڑے کی فروخت بند کرنے کے لئے کیا جائے گا۔

—— دہلی ۱۴ مارچ۔ آل انڈیا ہندو مہا سبھا کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس کل منعقد ہوا جس میں ہندو مسلم مصالحت کے سوال پر غور کیا گیا۔ فیصلہ کیا گیا۔ کہ تبادلہ خیالات کے لئے گاندھی جی اور پنڈت مالوی کو مدعو کیا جائے۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)